برصغیر کے مغلیہ دورِ حکومت میں شاعری: ایک تجزیاتی مطالعہ

Poetry in the Mughal Era of Subcontinent: An Analytical Study

*منزہ حیات

Abstract

Literature has been special importance in the Muslim rule of subcontinent, especially the Mughal Muslim rulers (1555-1707), (1526-1540) have been appreciative of literature. Along with the splendor and adornment of the Mughal court, Subcontinent culture flourished. Since the government had established peace everywhere, literature and fine arts began to develop automatically, with its royal patronage and Encouraged. Poets, philosophers and scholars would come to the court in this era. Poetry has a special significance in the details of literature. During the Mughal period, special attention was paid to poetry; Muslim and Hindu poets without distinction of religion were honored and awarded prizes. In the present article, a special research is being done to poetry in the Mughal period of the Subcontinent.

Keywords: Poetry, Mughal Era, Subcontinent, Muslim Period, An Analytical Study.

برصغیر کے مسلم دورِ حکومت میں ادب کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے بالخصوص مغلیہ مسلم حکمران[1] (1555-1707)۔ (1526۔1540) ادب کے قدردان رہے ہیں۔ مغلیہ دربار کی شان و شوکت اور زینت و

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

[1] مغلیہ خاندان کے حکمرانوں کے ناموں کی تفصیل مع سنین درج ذیل ہے:

(i) بابر (1526-1530)

(ii) ہمایوں (1530۔1540، 1555۔1556)

(iii) اکبر (1556۔1605)

(iv) جہانگیر (1605۔1627)

(v) شاہ جہاں (1627۔1657)

(vi) اورنگزیب عالمگیر (1657۔1707)، (**ثروت صولت: ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ**، (لاہور، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 2004) 2:274

آرائش کے ساتھ ساتھ ہندوستانی کلچر کو فروغ حاصل ہوا۔ حکومت نے چونکہ ہر جگہ امن قائم کرر کھا تھا اس وجہ سے ادب اور فنون لطیفہ کو خود بخود ترقی ہونے لگی، شاہانہ سرپرستی سے اس کی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔ شعراء، فضلاء، فلسفی اور دوسرے ارباب کمال سرپرستی کا شہرہ سن کر دربار میں آتے اور شاہانہ نوازشات کے ساتھ واپس جاتے۔ ادب کی جزیات میں شعر وشاعری کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مغلیہ دور حکومت میں شاعری پر خصوصی توجہ دی گئی، بلا تفریق مذہب مسلم وہندو شعراء کی تکریم کی گئی اور انہیں انعامات سے نوازا گیا۔ زیر نظر مقالہ میں برصغیر کے مغلیہ دورر حکومت میں شاعری کے حوالہ سے جائزہ لیا گیا ہے۔

مغل بادشاہ علوم کے بڑے سرپرست اور قدر دان تھے۔ ان کی فیاضی کا شہرہ سن کر دوسرے ممالک کے علماء و شعر ان کے دربار میں حاضری دیا کرتے۔ ان بادشاہوں میں بعض خود بھی بلند پایہ اہل قلم تھے۔ برصغیر کے پہلے مغلیہ حکمران بابر (1526-1530) کی تزک ایک علمی شاہکار ہے۔ ملک میں بڑے بڑے کتب خانے بھی موجود تھے۔ جب بابر کی فوج نے لاہور کے پاس قلعہ ملوٹ میں داخل ہوئی تو بابر نے وہاں کے کتب خانہ کو بچالیا۔ جسے لاہور کے علم نواز غازی خان نے قائم کیا تھا۔[2] ملک میں ماہرین فن اور شعراء کی کثرت اس امر کا ثبوت ہے کہ مغل بادشاہ ان فنون کی طرف سے کبھی غافل نہیں رہے جنہیں امن و امان کے زمانہ میں فروغ پانا چاہیے تھا۔

مغل بادشاہ بابر ایک ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ترکی زبان کا بلند مرتبہ شاعر بھی تھا۔ بابر نے ہندوستانی فارسی ادب میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ مرزا حیدر دغلت نے تاریخ رشیدی میں لکھا ہے کہ میر علی شیر بیگ نوائی کے بعد ترکی شاعروں میں اور کوئی بابر کا ہمسر نہیں تھا۔ اس کا ایک ترکی دیوان رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[3] بابر نے فارسی زبان میں کچھ شاعری بھی کی ہے لیکن ان اشعار کی تعداد بہت کم ہے۔ تزک بابری اور اکبر نامہ میں اس کے فارسی اشعار جابجا پائے جاتے ہیں۔ بابر کے ساتھ وسط ایشیا کے شعراء ابو الواحد فارغی، نادر سمرقندی،

---

[2] صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، (اسلام آباد: عباد پبلیکشنز، ۲۰۱۰ء)، ۳: ۲۹۱

[3] صباح الدین عبد الرحمٰن سید، **بابر اور اس کا ہندوستان**، (لاہور: پرنٹ لائن پبلشرز، لنک روڈ، ۲۰۰۱ء)، ص ۳۱۱

اور طاہر خواندی ہندوستان پہنچے۔ مورخ زین الدین خوافی اور مرزا حیدر دوغلت اس کے بعد یہاں آئے۔ ترکی شاعری جسے علی شیر نوائی نے ہرات میں بڑی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔ پوری ایک نسل تک مغل دربار دہلی میں فارسی پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ بابر اور بیرم خان دونوں ترکی زبان میں لکھتے رہے، ہمایوں صرف فارسی میں شعر کہتا تھا۔[4] ہمایوں (1555-1556)(1530-1540) علم دوست اور نرم طبیعت کا مالک تھا، وہ اپنی خوش خلقی، نرم مزاجی اور سماجی مل جول کے باعث مشہور تھا۔ ہمایوں کو علم ہیئت اور ریاضی سے خاص دلچسپی تھی۔ وہ خود ایک شاعر تھا اور شاعروں کا قدر دان بھی تھا۔[5]

اکبری دور (1556-1605) میں ہندی شاعری کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اکبر نے ملک الشعراء کا ایک نیا عہدہ قائم کیا۔ مغل دربار کا سب سے بہترین شاعر "ملک الشعرا" کا خطاب پاتا تھا[6]۔ اس دور میں ہری داس، سور داس، نند داس، کمبھن داس، چتر بھوج داس اور گوندا سوامی جیسے بھگت شعراء گزرے ہیں۔ سور داس سری بھاگوت کو ماخذ بنا کر اپنی منظوم تصنیف سور ساگر کے نام سے لکھ کر زندہ جاوید ہو گئے۔ ان کی اور منظوم تصانیف کے نام سور سار اولی، اور سہت لہری ہیں ان کی سور ساگر فارسی رسم الخط میں بھی تحریر کی گئی تھی۔ اس کا ایک نسخہ مسلم یونیورسٹی کے کتب خانہ سبحان اللہ کے مجموعہ میں ہے، خود سر داس فارسی سے واقف تھے ان کی کتب میں فارسی الفاظ شامل ہیں۔ ابو الفضل نے آئینہ اکبری میں اکبری دربار کے ماہرین موسیقی میں سور داس کا نام بھی درج کیا ہے۔[7]

آئین اکبری میں ابو الفضل لکھتا ہے کہ اکبری دربار میں ایران کے بہت سے ممتاز شعراء کا اجتماع ہو گیا تھا، ان میں سے بعض شعرا کے نام یہ ہیں:۔ حکیم ثنائی، نظیری نیشاپوری، ہاتفی اصفہانی، جعفر بیگ قزوینی، خواجہ حسین ہروی، نادری، قدسی، تبریزی، سرمدی، قاسم ارسلان، مشہدی، باباطالب اور باباغیوری وغیرہ۔ بادشاہوں اور شاہزادوں کے علاوہ امراء بھی علم و ادب کے سرپرست تھے۔ ابو الفتح گیلانی اور عبد الرحیم خانخاناں کی قدر دانی نے شعر و سخن کی اکیڈمی ہی قائم کر دی تھی، خان زمان شعرا کا بڑا مربی تھا، غزالی نے اس کی شان میں ایک ہزار

---

[4] عزیز احمد: پروفیسر (مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی)، **برصغیر میں اسلامی کلچر**، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۲۰۰۷ء)، ۳۴۴

[5] محمد لطیف: سید، **تاریخ پنجاب**، (لاہور: تخلیقات مزنگ روڈ، ۲۰۰۳ء)، ۲۷۷

[6] ابو الفضل: آئین اکبری، (مترجم محمد فدا علی طالب) (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، اردو بازار، ۲۰۰۷ء)، ا: ۲۳۵

[7] ابو الفضل، **آئین اکبری**، ا: ۱۸۳

اشعار کا ایک قصیدہ تحریر کیا، خان زمان نے اس کے ہر شعر کے صلہ میں ایک اشرفی دی۔[8] کشمیر کا صوبہ دار ظفر خان مشہور شاعر صائب کا مربی تھا۔ بیرم خان بھی شاعر تھا، عبد الرحیم خانخاناں کی نظر التفات نظیری پر تھی۔ اکبر کا رضاعی بھائی اعظم کو کلتاش ادیب تھا، بزداری، بخشی، جعفر ہروی، سہی اور مداحی وغیرہ شعراء کو کھل کر داد اود ہش دیتا۔ عرفی نے ایک قصیدہ کے بدلہ میں ایک لاکھ روپیہ انعام پایا۔ امراء کے یہاں متواتر مشاعرے ہوتے۔ شاہزادہ دانیال ہندی زبان کا شاعر تھا، شاہزادہ مراد نظیری نیشاپوری کی سرپرستی کرتا رہا، جہانگیر کے دور میں طالب آملی ملک الشعراء تھا اور شاہجہاں کے دور میں ابو طالب کلیم ملک الشعراء کے عہدہ پر فائز ہوا۔[9]

ادبیات فارسی کی طرح سولہویں صدی عیسوی میں برج بھاشا کی شاعری نے فروغ پایا، صدی کے آغاز میں اس کی ابتدا ولبھ چاری نے کی۔ بھجن کہنے والوں میں آٹھ استاد مشہور ہوئے جن میں سورداس نمایاں تھا، وہ اکبری عہد میں ایک عظیم کتاب "سور ساگر" یادگار کے طور پر چھوڑ کر مرا۔[10] تلسی داس ہندوستان کا بہترین شاعر اکبر کے زمانے میں پھلا پھولا اور دور جہانگیر میں اس کا کلام نہایت مقبول ہوا ۱۶۲۳ء میں اس نے وفات پائی۔ "رام چرت مانس" جسے عرف عام نے "رامائن تلسی داس" معروف کیا، اس کا شاہکار تھا جس میں والمکی رامائن کو مروجہ زبان کا لباس پہنایا اور ایسے اچھے انداز میں رام چندر جی کے حالات سنائے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کی مشہور نظم کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔[11]

اکبر نے سکندر لودھی (1489-1517) کی طرح ہندی زبان کی بھی سرپرستی کی، وہ خود ہندی زبان میں شاعری کرنے لگا تھا اور تخلص رائے کرن رکھتا تھا۔[12] اکبر کا درباری، راجہ بیربر جس کا اصل نام مہیش داس تھا اپنی ذکاوت فہم، سخن سنجی اور لطیفہ گوئی سے اس کا خاص ندیم ہو گیا۔ وہ ہندی اشعار بھی کہتا تھا۔ ذخیرۃ الخوانین میں ہے کہ اسے علم موسیقی میں بڑی مہارت حاصل تھی، ہندی میں اس کے چکری، کامی بشن پد، سنیکار، موابہ اور دوہرہ کو بڑی

[8] ایضاً

[9] ایضاً

[10] ابو الفضل، **آئین اکبری**، ا: ۵۳۹

[11] منزہ حیات، سعید الرحمٰن: جلال الدین اکبر کے دور میں سماجی تکثیریت، ضیائے تحقیق، (فیصل آباد: جی سی یونیورسٹی، جون ۲۰۱۹ء)، ۱۱۸

[12] صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۸

شہرت حاصل تھی۔ اکبر نے اسے کوکب رائے کا خطاب دیا جو تقریباً ملک الشعراء کے ہم معنی ہے۔[13] اسے صاحب السیف والقلم کا بھی خطاب دیا گیا تھا اور یہ مہیش داس سے راجہ بیربر ہو گیا،[14] بیربر کے معنی شجاع کے ہیں۔ راجہ بیربر کے علاوہ جو ہندو شعراء اکبر کے دربار سے وابستہ رہے ان میں سے بعض کی تفصیل درج ذیل ہے:

نرہری بندی جن جیپل آسی ضلع فتح پور (یوپی) کا رہنے والا تھا، ۱۵۰۵ء میں پیدا ہوا، اکبر نے اس کے شاعرانہ کمال سے متاثر ہو کر اسے مہاپتر کا خطاب دیا اور یہ کہا کہ اور شعراء گن کے پتر ہیں لیکن نرہری مہاپتر ہے ایک دفعہ اس کی ایک نظم پڑھ کر اکبر اتنا متاثر ہوا کہ اپنی مملکت میں گاؤ کشی بند کرادی۔[15] راجہ اسکرن کچھواہہ اکبری دربار کا سہ ہزاری منصب دار تھا اور ہندی کا ایک اچھا شاعر تھا۔ بلبھدر آچاریہ کیشوداس کا بڑا بھائی تھا، سنسکرت اور ہندی دونوں زبانوں میں مہارت رکھتا تھا، سنسکرت میں اس کی دو کتابیں بھگوت بھاشیا اور بلبھدر ردیاکرن ہیں، ہندی میں بھی دو کتابیں لکھیں، دوش وچار اور نکھشیش۔ ابوالفضل نے اس کا ذکر بلبھدر برہمن کے نام سے کیا ہے، وہ مالوہ کے ایک راجہ کے خلاف مہم میں بھیجا گیا، محبوب کا سراپا کھینچنے میں کمال مہارت رکھتا تھا۔ بیکانیر کے راجہ کا بھائی بھی اکبر کے دربار سے وابستہ رہا، برج بھاشا کا اچھا شاعر تھا اس کی تصانیف میں پریم پرادمییکا بہت مشہور ہوئی۔ راجہ ٹوڈر مل اور راجہ مان سنگھ بھی ہندی میں اشعار کہتے، راجہ مان سنگھ تو ہندی شعراء کا سرپرست رہا ہے ایک موقع پر اس نے ایک دوہے پر ایک لاکھ روپیہ انعام میں دیا۔[16]

دربار اکبری کے دوسرے ہندی شعراء میں رائے منوہر مول رائے جگن ناتھ، راجہ کمن سنگھ ہاڈا، گنگ، گنگ بھٹ اور تان سین تھے۔ جو اکبر کے ساتھ رزم اور بزم دونوں میں شریک رہتے تھے۔[17] اکبر کے دربار میں ایک ہندی شاعر سورج داس امین کے عہدہ پر مامور تھا ایک موقع پر اس نے سادھوؤں کی تواضع اور دعوت میں

---

[13] امیر علی خان، **اکبر بادشاہ کے نورتن**، (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، ۲۰۰۷ء)، ۳۴

[14] ایضاً،

[15] صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۸

[16] ایف۔ اے، **ہسٹری آف ہندی لٹریچر**، ۵۴؛ بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۹

[17] ابوالفضل، **آئین اکبری**، ا: ۵۳۸

شاہی خزانہ سے تیرہ لاکھ دام خرچ کر دیے اور درج ذیل شعر لکھ کر روپوش ہو گیا، اکبر کو یہ معلوم ہوا تو سورج داس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔[18]

تیرہ لاکھ سنڈ یلے آئے سب سادھوؤں میگی لنکے سورج داس مند موہن کو لی لراتی ادھی ہی سٹکے

سنسکرت کے شعراء میں اکبر یہ کالی داس اور جگن ناتھ پنڈت راج اکبر کی شان میں مدحیہ نظمیں کہہ کر بڑے بڑے انعامات پاتے رہے[19]۔ عبد الرحیم خانخاناں نے بھی ہندی شاعری میں کافی مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کے دربار میں جس طرح فارسی شعراء میں عرفی، شکیبی، رسمی، شیرازی، ثنائی اور خراسانی جیسے بلند پایہ شعراء صلہ وصول کرتے۔ اسی طرح ہندی شعراء کیشو داس، گنگ، ہری ناتھ، ہول رائے اور مکند وغیرہ بھی اپنے اپنے انعامات حاصل کرتے جس طرح اس نے نوعی شیرازی سے خوش ہو کر اسے سونے میں تلوادیا اسی طرح اس نے گنگ کوئی کو ایک دفعہ چھتیس لاکھ روپۓ انعام میں دیئے۔[20] اس نے جتنے انعامات فارسی شعراء کو دیۓ اتنے ہی ہندو شعراء کو عطا کئے اس نے ہندی زبان میں ید بیضاد کھایا اور اتنے دل نشین اشعار کہے کہ ہندی شعراء بھی نہ کہہ پائے ہوں گے۔[21] اس کے نام سے بہت سی تصانیف منسوب ہیں جیسا کہ نگر شوبھا، دوہادلی، بروے تایکہ بھید، پھٹکر ید اور رحیم کاویہ۔ ان میں سے بعض مجموعوں میں شری کشن اور رام چندر کی شان میں بہت سے اشعار ہیں۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن نے اپنی کتاب میں یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں ایسے نہ ہوا ہو کہ رحیمن نام کا کوئی اور ہندو شاعر گزرا ہو جو کرشن بھگت او رر ام بھگت بھی رہا ہو اور اس کے اشعار عبد الرحیم خانخاناں سے منسوب ہو گئے ہوں۔[22]

---

[18] مڈیول انڈیا کوارٹرلی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جولائی۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء، بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۰

[19] رسالہ اسلامک کلچر حیدر آباد دکن، اکتوبر ۱۹۵۳ء، بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۶

[20] جواہر لعل نہرو، **تلاش ہند**، (لاہور: تخلیقات، ٹیمپل روڈ، ۱۹۹۲ء)، ۳۴۷

[21] مآثر رحیمی، ۲: ۵۶ بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۳۹

[22] صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **بزم تیموریہ**، (لاہور: پرنٹ لائن پبلشرز، لنک روڈ، ۲۰۰۱ء)، ۸۲

اکبری عہد کا مشہور ماہر موسیقی تان سین سورداس سے بڑا متاثر تھا، سورداس کے لئے کہتا ہے:

کدھوں سور کے پد لگیو تن من ہوت سیر   کدھوسور کے سر لگیو کدھور سور کے پیر

"مجھے سور پر قربان ہونے دو اور کبھی اپنے اوپر ان کی تکلیف کو نے دو، مجھے سور کے پاؤں چومنے دو تا کی ان کے تن اور من کی آواز میرے بدن میں بھی آجائے۔"

سورداس نے تان سین کی تعریف میں کہا بیدھی ناہیہ جیوجاتی شیش دیے نہ کان دھر اامبر سب ڈولتے تان سین کی تان[23]

"میر اناگ زمین کو اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہے اس کے کان نہیں ہوتے لیکن یہ کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ جب تان سین گاتا ہے تو اس کی تان کو سن کر زمین و آسمان بھی ہل جاتے ہیں"

کرشن داس ذات کے شدر تھے مگر بھگت ہو کر گوکل من چر تر، ستوزوپ اور پھر اما گرت تحریر کیں۔ پرمانند داس قنوجی برہمن تھے۔ پرمانند ساگر، پرمانند داس کے پد اور دن لیلہ ان کی نظموں کے مجموعہ ہیں، ان کی کچھ کبتائیں سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب میں شامل کر لی گئی ہیں۔ کمبھن داس گودیہ برہمن تھے تیاگ کی زندگی بسر کی، اکبر نے جب انہیں فتح پور سیکری بلا بھیجا تو ان کو لانے کے لئے ایک پالکی بھیجی مگر آپ نے پالکی پر آنا پسند نہ کیا اور جب فتح پور سیکری اکبر کے پاس پہنچے تو اپنی آزردگی کا اظہار یہ کہہ کر کیا:[24]

ستتن کو کیا سیکری سو کام   آدت جات پنھیان ٹوٹی بسر گئو ہری نام

جا کو دیکھے لاگے تا کو کرن پری کام   کمبھن داس لال گردھر بن یہ سب جھوٹو دھام

"ایک سنت کو سیکر میں کیا کام ہو سکتا ہے، میرے آنے جانے میں میری کھڑاؤں ٹوٹی اور میں ہری کا نام بھول گیا اور ایک ایسے کو سلام کرنا پڑا جسے دیکھ کر دکھ ہوتا ہے، کمبھن داس گردھر کے بغیر سارے گھر بے فائدہ ہیں"

نند داس گوسوامی تلسی داس کے بھائی تھے۔ سورداس کے بعد انہی کا درجہ تسلیم کیا جاتا ہے ان کی بہت سی تصانیف ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے؛ اور کوئی جڑیا، نند داس گڑھیا ہیں یعنی دوسرے شعراء زیورات بناتے ہیں لیکن

---

[23] ڈاکٹر سکندر، **ہندی سبتہ کا اتہاس**، ۲۰۴، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۴۱

[24] ایضاً

نند اس میں موتی جڑتے ہیں۔ کمبھن داس کے بیٹے چتر بھوج داس تھے، بڑے مشہور کرشن بھگت ہوئے ان کی نظموں کے مجموعے چتر بھیج، کیرتن سنگرہ، کیرت ناولی اور وان لیلا کے نام سے شائع ہوئے ہیں[25] راجہ بیر بر کے پروہت چھت سوامی تھے، پداولی ان کے پدوں کا مجموعہ ہے۔ گوند اسوامی سند یہ برہمن تھے، سوامی وٹھل ناتھ کی شاگردی کے بعد گوردھن میں آباد ہو گئے تھے، موسیقی سے بھی شغل کرتے ان کی نظموں کے مجموعہ کانام گوند اسوامی کاپد ہے۔ اس عہد کے اور ہندو شعراء میں سوامی پنت نرنجن، نروتم داس مصنف سوداماچرتر، ایک ناتھ ہری ویاس جی، دہرو داس، کرشن چندر جی وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں۔ اسی دور میں دادو(1544۔1602) بھی گزرے ہیں وہ بھی کبیر داس کی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کو ملانے کی کوشش کرتے رہے انہوں نے ہندی، مرواڑی، گجراتی، مراٹھی اور پنجابی میں ساکھیاں، نظمیں لکھیں ان کے کچھ اشعار فارسی میں بھی ہیں اکبر نے ان کو اپنے یہاں بلا کر چالیس دن تک رکھا۔[26]

اسی زمانہ میں سکھوں کے مذہبی رہنما گرو ارجن سنگھ ہوئے جنہوں نے ۱۶۰۴ میں گرنتھ صاحب کی تدوین کی اس میں ہندو مسلم دونوں کے پیشواؤں کے اقوال ہیں۔ گوسوامی تلسی داس(1531۔1623) کا بھی یہی دور رہا۔ انہوں نے اکبر و جہانگیر دونوں کے ادوار دیکھے، ان کی کتاب رام چرتر(رامائن) اس دور میں شہرت کی بلندیوں تک جا پہنچی۔[27]

اکبری دور میں ہندی کے مسلمان شعراء:

زیر نظر دور میں ہندی کے مسلمان شعراء بھی کافی مشہور ہوئے۔ رسکھان کی دو کتابیں پریم بانکا اور اور سچان رسکھان بے حد مشہور ہوئیں۔ کہا جاتا ہے کہ برج بھاشا کے پورے دور میں عشق کی سرمستی جتنی رسکھان کی شاعری میں ہے کسی اور کے یہاں نہیں ملتی[28]۔ تان سین فن موسیقی میں یگانہ روزگار ہونے کے علاوہ ہندی کا شاعر بھی تھا اس کی دو کتابیں سنگیت سار اور راگ مالا ہیں۔

---

[25] ایضاً

[26] صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۴۲

[27] ایضاً

[28] ایف۔ اے۔ کی، **ہسٹری آف ہندو لٹریچر**، ۵۶، بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۴۲

اکبری دور میں شیخ دانیال چشتی(1475۔1585)ہندی کے بہت بڑے شاعر گزرے ہیں۔[29] اس دور کے دو اور بڑے شاعر قادر (ولادت 1518) اور مبارک علی بلگرامی(ولادت 1583) قابل ذکر ہیں۔ قادر پہیانی ضلع ہردوئی کے رہنے والے تھے ان کے اشعار آج بھی عوام میں مقبول ہیں۔ مبارک علی بلگرامی نے محبوبہ کے دس مختلف اعضاء پر سوسو دوہے لکھے، ہندی میں ان کی دو کتابیں الک شنک اور تل شنک شائع ہو چکی ہیں۔[30]

اکبر کا بیٹا شاہزادہ دانیال بھی ہندی کا شاعر تھا۔ جہانگیر اپنی تزک میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اسے ہندی سے دلچسپی رہی اور وہ ہندی میں شاعری کرتا تھا۔[31] اسی دور میں شیخ شاہ محمد فرملی بھی ہندی کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ ان کی محبوبہ چمپا تھی جس کے سوال وجواب کو انہوں نے منظوم صورت میں ڈھالا ہے۔[32]

دور جہانگیری(1605۔1627) میں بھی ہندی شاعری سے مسلمانوں نے پوری دلچسپی لی۔ جہانگیر شاعر بھی تھا اور شعر و سخن کا نقاد بھی، اس نے بھی ایک تزک تحریر کی ہے۔ عثمان کی مشہور تصنیف چترا ولی ۱۶۱۳ میں تحریر کی گئی جس میں پدماوت کے انداز کی تماثیل اور مسائل بیان کئے گئے ہیں۔[33] جہانگیر کے دور میں قندھار کا صوبیدار غازی و قاری شعراء اور علماء کا بڑا شوقین تھا۔ ایران سے جو شعراء ہندوستان آتے وہ پہلے اسی کے دربار میں قیام کرتے۔ اسی زمانہ میں قصبہ مؤ کے شیخ نبی ہندی کے مشہور شاعر گزرے ہیں انہوں نے گیان دیپ کے نام سے اعلیٰ پایہ کی صوفیانہ عشقیہ کہانی لکھی[34]۔ اسی دور میں نعمت خان بھی ہندی کا ایک مشہور شاعر گزرا ہے۔ اس کی تصانیف کی تعداد تقریباً ستر تک ہے جن میں سے اکیس کا شمار پریم گاتھاؤں میں کیا جاتا ہے۔ یہ اتر پردیش کی

---

[29] محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**،۱۱۶

[30] اعظم کریوی، **ہندی شاعری**،۹۷، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**،۲: ۴۳

[31] جہانگیر، نورالدین: **تزک جہانگیری**،(مترجم مولوی احمد علی رائے پوری)،(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۴ء)،۱۷

[32] آزاد بلگرامی مآثر الکرام،۲: ۳۵۲

[33] **ہسٹری آف ہندی لٹریچر از رام اودھ تریدی**،۴۸،(رسالہ معارف اعظم گڑھ اپریل،۱۹۶۵ء)،۲۸۸ بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**،۲: ۱۴۷

[34] ایضاً

ہندوستانی اکیڈمی میں موجود ہیں۔ ایک مسلمان ہندی شاعر طاہر نے ۱۶۲۰ میں ایک کتاب کوک سار تحریر کی۔[35] جہانگیر بادشاہ ہی کے عہد میں احمد نے ایک کتاب سامدریکا تحریر کی تو اسے گنیش وینمہ سے شروع کیا۔ اسی طرح احمد اللہ وکشنا کی تصنیف نایکا بھید میں شری رام جی، سرسوتی اور گنیش جی کے نام نظر آتے ہیں۔ یعقوب نے راشن بھوشن لکھی تو اس میں شری گنیش، سرسوتی، رادھا کرشن اور گوری شنکر کو خراج تحسین پیش کیا[36]۔ گو اس دور میں راسخ علماء اس قسم کی رواداری کو پسند نہیں کیا کرتے تھے مگر علماء کے ان خیالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر دور میں کچھ ایسے شاعر اور مصنف ہوئے ہیں جو اس قسم کی رواداری کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

جہانگیر (1605۔1627) فارسی زبان کے شعراء کے ساتھ ساتھ سنسکرت اور ہندی کے عالموں اور کویوں کی بھی سرپرستی کرتا رہا۔ سنسکرت کا ایک بڑا عالم شری کرشن جہانگیر کا بڑا معتمد علیہ تھا اس نے بھاسکر آچاریہ کے الجبرا کی ایک شرح بیجچنو نکور کے نام سے تحریر کی۔ سنسکرت کے ایک شاعر رودر نے جہانگیر کی سرپرستی سے متاثر ہو کر ایک مدحیہ نظم نواب خان چرت تحریر کی۔ اس کی ایک مدح جہانگیر کے بیٹے شاہزادہ خرم کے لئے بھی ہے اس کا نام سملاسہ ہے۔[37] جہانگیر کے دربار کے ہندو شعراء میں کیشو مسر اور پوکھر کے نام ملتے ہیں۔ اس دور میں مسلمانوں نے ہندوؤں کے علم و ادب میں کافی دلچسپی لی۔ شیخ سعد اللہ نے رامائن کو فارسی میں منظوم کیا اور اس کا نام رام دستیار رکھا۔[38]

---

[35] محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، ۱۱۷

[36] خطبہ صدارت ڈاکٹر تاراچند، **مغل ہسٹری سیکشن، انڈین ہسٹری کانگریس**،۱۹۳۹ء) ، ۱۷، کلکتہ بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۱۴۸

[37] سنسکرت مسلمانوں کی سرپرستی میں از گنڈے راؤ ہر کارے ، اسلامک کلچر حیدر آباد دکن، اکتوبر ۱۹۵۲ء، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۴۵

[38] مخطوطات فارسی، انڈیا آفس لائبریری، کالم ۱/۱۰۹۸، صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۴۶

رائے منوہر لال ولد رائے کرن لڑکپن سے جہانگیر کے زیر سایہ تعلیم پا کر جوان ہوا تھا، فارسی زبان کی شاعری اور خوشخطی میں سلیقہ خاص پیدا کیا۔[39] راجہ سورج سنگھ نے ایک ہندو شاعر کو دربار میں پیش کیا، جہانگیر اس کے چند ہندی اشعار سن کر محظوظ ہوا اور ایک ہاتھی بطور انعام دیا۔[40]

مغلیہ دربار کی شان و شوکت اور زینت و آرائش کے ساتھ ساتھ ہندوستانی کلچر کو فروغ حاصل ہونے لگا۔ بادشاہ کے امیر بھی فیاضی کا مظاہرہ کرتے بعض امراء خود بھی اہل علم تھے۔ علی مراون خان، سعد اللہ خان، سعید خان، ظفر خان، میر جملہ، افضل خان اور راجہ جے سنگھ وغیرہ نہ صرف ماہر جنگجو تھے بلکہ علوم و فنون کے بھی مربی تھے وہ جہاں گئے اپنے ساتھ دربار کی روایات لے گئے اور مختلف صوبوں میں جا کر علوم و فنون کو ترقی دی۔[41]

شاہجہاں (1627ـ1657) نے سنسکرت اور ہندی زبان کی جو سرپرستی کی وہ اس کی مذہبی رواداری کا ثبوت ہے۔ اس کا پسندیدہ شاعر جگناتھ پنڈت راج تھا جو اس کی مدح میں قصائد کہتا رہتا، شاہجہاں نے اسے کو کوئی رائے کا خطاب دیا تھا۔ اس کا حریف شاعر بنسی دھر مصرا تھا جو ممتاز محل کی تعریف میں برابر اشعار کہتا تھا۔ ایک دوسرا سنسکرت شاعر ہری نارائن مصرا بھی کافی عرصہ شاہی دربار سے جڑا رہا۔[42] چندر بھان دور مغلیہ میں پہلا ایسا ہندو شاعر تھا جو خداداد قابلیت سے متصف تھا۔ نثر و نظم دونوں اصناف پر یکساں طبع آزمائی کا ملکہ رکھتا تھا اس کا دیوان چہار چمن مرصع و مسجع نثر نگاری کا نمایاں نمونہ ہے۔[43] شاہجہاں ہندی بولتا تھا، ہندی موسیقی کا دلدادہ تھا، ہندی شعراء کی سرپرستی کرتا تھا۔ ہندی میں شاہجہاں کے دربار سے منسلک کوئی رائے یا مہا کوی یعنی ملک الشعراء سندر داس تھا جو سندر شرنگار کا مصنف تھا۔ ہندی کے مشہور شاعر چنتا منی اور راجہ شمبھو ناتھ بھی اس کے دربار سے وابستہ رہے، ایک شاعر سرسوتی نے شاہجہاں کی فرمائش

---

[39] صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **مقالات سلیمان**، (سید سلیمان ندوی کے تاریخی مضامین کا مجموعہ)، (اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۱۹۸۹ء)، ۱: ۱۲

[40] جہانگیر، **تزک جہانگیری**، ۱۲

[41] صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۱۸۵

[42] نسکرت مسلمانوں کی سرپرستی میں از گنڈے راو ہرکارے، اسلامک کلچر حیدر آباد، دکن، اکتوبر ۱۹۵۲ء، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۲: ۱۶۷

[43] بنی پرشاد سکسینہ، ڈاکٹر، (مترجم ڈاکٹر سید اعجاز حسین)، **تاریخ شاہجہاں**، (لاہور: پروگریسو بکس اردو بازار)، ۲۲۶

ہر ند اکل لتا تحریر کی۔ اس میں شاہجہاں، دار اشکوہ اور جہاں آراء کی تعریف میں نظمیں ہیں[44]۔ ایک اور ہندی شاعر سر ومنی نے شاہجہاں کی فرمائش پر اروشتی نام کی ایک منظوم لغت تیار کی۔ [45]

شاہجہاں کے بیٹے دار اشکوہ کا دربار ہند و فضلاء اور شعراء سے بھرا رہتا تھا، وہ خود بھی ہندوؤں کے علوم و فنون میں مہارت رکھتا تھا، اس لیے ہندو علماء کو عزیز رکھتا تھا۔ اس کے دربار کا ایک گوّیا ملک الشعراء ایک برہمن چندر بھان نامی تھا۔ اس کا تخلص برہمن تھا وہ فارسی میں بہت اچھے شعر کہتا تھا۔ اس کا دیوان فارسی اب تک موجود ہے۔ دار اشکوہ کے قتل کے بعد اس نے بنارس میں رہائش اختیار کی، جہاں اس نے 1663 میں وفات پائی۔ [46]

اورنگزیب عالمگیر (1657۔1707) کے نام سے بھی کچھ ہندی دوہے منسوب ہیں۔ جب وہ دکن کی مہم میں مشغول تھا تو فوج کو ایک لمبے عرصہ تک وہاں رکنا پڑا تو وطن میں موجود ان کی عورتوں نے ایک ہندی دوہہ میں عالمگیر کو یہ پیغام بھیجا "کہ دلی بڑا خوبصورت شہر ہے، یہاں سونا برستا ہے لیکن یہ خوبصورتی اور دولت کس کام کی جبکہ سب کے شوہروں کو بادشاہ اپنے ساتھ دکن لے گیا" جواب میں اورنگزیب عالمگیر نے یہ دوہہ لکھ بھیجا:

بیٹھی رہو قرار سے من میں راکھو دھیر صاحب سے بنتی کرو، جو بہوریں عالمگیر

"بے قرار کیوں ہوتی ہو، آرام سے بیٹھی رہو اور خدا سے دعا کرتی رہو کہ عالمگیر دہلی واپس آئے۔ [47]

عالمگیر کے دربار میں بھی ہندی شعراء رہے، اس کے متوسلین میں ایک شاعر داتا تھا جس کے بارے میں غلام علی آزاد بلگرامی نے ید بیضا میں لکھا ہے کہ وہ ہندی میں نظم خوب کہتا تھا۔ [48]

---

[44] ایضاً، ۲۲۹

[45] محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، ۱۱

[46] صباح الدین عبد الرحمٰن، **مقالات سلیمان**، (سید سلیمان ندوی کے تاریخی مضامین کا مجموعہ)، ا: ۱۷

[47] ہندی شاعر از اعظم کریوی ص 123 بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۳: ۲۲۳

[48] ید بیضا، قلمی نسخہ، کتب خانہ دار المصنفین بحوالہ صباح الدین عبد الرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۳: ۲۲۳

عالمگیر کے منصب داروں میں شیخ غلام مصطفیٰ طب، نجوم، خوش نویسی اور جنگی فنون میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے بزرگ تھے انہیں ہندی زبان میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ ہندی علوم میں برہمن بھی ان کے پاس آکر اپنی مشکلات کا حل پاتے تھے، وہ ہندی میں عمدہ اشعار کہتے تھے ان کے دور کے بڑے بڑے شعراء کی کبتاؤں اور دوہوں پر اصلاح دیا کرتے تھے۔[49] عالمگیر کے درباریوں میں غلام علی آزاد بلگرامی کے نانا میر عبدالجلیل بلگرامی (م ۱۷۳۵) بڑے درجہ کے ادیب تھے۔ وہ فارسی اور ہندی میں بھی اشعار کہتے، آزاد بلگرامی کا بیان ہے: از منظومات عالی سکھ نکھ درو زن بھیروی است"[50]

عالمگیر کے منصب داروں میں دیوان سید رحمت اللہ بلگرامی (م ۱۷۰۶) ہندی کے استاد تھے۔ اس دور کے شاعر چنتا من نے ان کی تعریف میں جھولنا چھند کے نام سے دوہے کہے ہیں۔ ان کی ہندی نظموں کا مجموعہ پورن رس ہے۔ چنتا من اور بھوشن کوئی بھی عالمگیری دربار کے متوسل رہے۔[51] عالمگیر کے دربار کا مشہور منصب دار راجپوت راجہ جسونت سنگھ ہندی کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس نے صنائع وبدائع اور حسن وعشق پر ایک کتاب بھاشا بھوشن کے نام سے تحریر کی جو بہت مشہور ہوئی۔[52] عاقل خان رازی عالمگیر کے دربار کا مشہور فارسی شاعر تھا۔ اس نے 1654 میں مدھومالتی اور منوہر مہرو ماہ اور 1658 میں پدماوت کا شمع و پروانہ کے نام سے فارسی ترجمہ کیا۔[53]

زیر نظر دور کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فنون لطیفہ میں بالخصوص شاعری میں مغلیہ حکمرانوں کی جانب سے شعراء کی بلا تفریق مذہب حوصلہ افزائی کی جاتی رہی ہے۔ عصر حاضر میں بھی فنون لطیفہ کے

---

[49] غلام علی آزاد بلگرامی، مآثر الکرام، 74:2

[50] ایضاً، ۲: ۳۷

[51] ایضاً، ۲: ۳۶۶

[52] ہسٹری آف ہندو لٹریچر از رام اودھ دویدی، ۸۴، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۳: ۲۲۴

[53] فہرست کتب خانہ اودھ از اسپرنگر، ۵۴۴، بحوالہ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید، **ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری**، ۳: ۲۲۴

تمام پہلوؤں پر حکومتی سرپرستی ضروری ہے تاکہ عوام ادب کے تمام شعبوں سے آشنا ہو سکیں اور ہمارا دنیا میں بطور پاکستانی ایک سوفٹ امیج قائم ہو۔

نتائج تحقیق:

1۔ مغلیہ دور حکومت میں ادب کی جزیات میں شعر و شاعری کو خاص اہمیت حاصل رہی۔

2۔ زیر نظر دور میں بلا تفریق مذہب مسلم وہندو شعراء کی تکریم کی گئی جیسا کہ اکبری کے ہندی شعراء میں رائے منوہر، مول رائے جگن، سورج داس، بیربر، ناتھ، راجہ کمن سنگھ ہاڈا، گنگ بھٹ اور تان سین کے نام قابل ذکر ہیں۔

3۔ مغل حکمران بابر اور جہانگیر خود بھی شاعر تھے اور شعر و سخن کے نقاد بھی۔

4۔ جہانگیر فارسی زبان کے شعراء کے ساتھ ساتھ سنسکرت اور ہندی کے عالموں اور کویوں کی بھی سرپرستی کرتا رہا۔ اس دور میں ہندی کے مسلمان شعراء بھی کافی مشہور ہوئے۔ رسکھان کی دو کتابیں پریم بانکا اور اور سچان رسکھان بے حد مشہور ہوئیں۔

5۔ شاہجہاں نے سنسکرت اور ہندی زبان کی جو سرپرستی کی وہ اس کی مذہبی رواداری کا ثبوت ہے۔ اس دور کے ہندو شعراء چندر بھان، چنتامنی، سندر داس اور سرسوتی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

6۔ شاہزادہ دانیال ہندی زبان کا شاعر تھا۔ شاہزادہ مراد نظیری نیشاپوری کی سرپرستی کرتا رہا۔ شاہجہاں کے بیٹے داراشکوہ کا دربار ہندو فضلاء اور شعراء سے بھرا رہتا تھا، وہ خود بھی ہندوؤں کے علوم و فنون میں مہارت رکھتا تھا۔ بادشاہوں اور شاہزادوں کے علاوہ امراء بھی علم و ادب کے سرپرست تھے۔ جیسا کہ ابوالفتح گیلانی، عبدالرحیم خانخاناں اور خان زمان وغیرہ۔